استاذ ابو زہرہ ــــ (مصری)

اجماعِ اُمت

اور ـــ علمائے یورپ کا غلط طرزِ فکر

کیا اجماع کے ذریعہ نئی شریعت قائم کی جا سکتی ہے؟

یہاں ہم صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں جسے فخر الاسلام اور دوسرے علمائے اصول نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ جن علماء نے اجماع کو حجت مانا ہے انہوں نے اس کے ساتھ یہ بھی تصریح کی ہے کہ اجماع کا کسی شرعی دلیل پر مبنی ہونا ضروری ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ علماء شریعت کی سند کے بغیر کسی امر پہ مجتمع ہو جائیں۔

فخر الاسلامؒ نے اس سند شرعی کا نام "سبب باعث علی الاجماع" رکھا ہے۔ اور وہ سند یا سبب باعث حدیث ہو گی یا قیاس ہو سکتا ہے۔ مگر اجماع منعقد ہونے کے بعد اس سند سے متعلق بحث کی ضرورت نہیں، بلکہ اجماع بذاتِ خود حجت لازمہ سمجھا جائے گا۔ اور اس مسئلہ میں خبر آحاد یا قیاس کو بطور دلیل کے نہیں پیش کیا جائے گا بلکہ اجماع سے لزوم قائم کیا جائے گا۔ لہٰذا سند اجماع پر مناقشہ نہیں ہو سکے گا کہ آیا یہ سند موجب اجماع ہے یا نہیں؟ بلکہ ہم کہیں گے کہ اجماع کرنے والوں کی تغلیط کا احتمال بھی نہیں ہے۔ تاکہ حدیث:۔

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ ــــ میری امت ضلالت پر مجتمع نہیں ہو گی۔

کا مفہوم متحقق ہو جائے۔

مستشرقین کی ناانصافی

یہ وہ امر ثابت اور مقرر ہے جسے امام ابو حنیفہ اور دیگر علماء کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یہ بات اس قدر بدیہی اور واضح ہے کہ جو شخص بھی اجماع کے بارے میں علماء کے خیالات سے واقف ہو، بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔

یہاں پر بعض یورپین مصنفین کی غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے جو اجماع کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے اجماع کی اساس حدیث لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ (میری امت

گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتی۔) پر ہے۔ پھر اس کے ساتھ ایک آیت سورۃ نساء میں
ومن یتبع غیر سبیل المومنین (۱۱۵) اور دوسری آیت سورۃ بقرہ میں ــــ
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (۱۴۳) ملائی جاتی ہے اور لوگوں کو یہ اختیار
دے دیا جاتا ہے کہ قدیم رسوم کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے طرزِ تفکیر
اور اعمال سے نئے عقائد و سنن کی تخلیق کر سکتے ہیں۔ اب اس اجماع کے طفیل ہم
دیکھتے ہیں کہ جو امر ابتدائے اسلام میں بدعت سمجھا جاتا تھا، آج اسے قبولیت کی
نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اس نے پہلی سنت کو منسوخ کر کے اس کی جگہ لے لی ہے۔
مثلاً توسل بالاولیاء کا مسئلہ آج کل عملاً سنت مسلمہ کا حصہ بنا ہوا ہے اور
عصمت انبیاء کا عقیدہ تو اس سے بھی عجیب ہے۔ آجکل اجماع نے قرآن کی
نصوص صریحہ سے منحرف ہونا شروع کر دیا ہے اور اس نے صرف بے بنیاد باتوں
کے اثبات پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ نہایت اہم اور مسلمہ عقائد میں کامل تبدیلی پیدا کر
دی ہے، اس بنا پر آج اسے بہت سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے نزدیک اصلاح
کا فعال ذریعہ خیال کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان اجماع کے نام پر اسلامی
احکام میں جو چاہیں کر سکتے ہیں، چنانچہ گولڈ زہیر جس نے تاریخ اسلام پر خاص ریسرچ
کی ہے۔ پورے وثوق سے کہتا ہے کہ اجماع بہت بڑے کارنامے سرانجام دے
سکتا ہے، اس کے برعکس ژونخ ہرگونن کا خیال یہ ہے کہ موجودہ فقہ میں جمود پیدا
ہو چکا ہے۔ اس لئے اجماع سے کچھ فائدہ حاصل ہونے کی امید نہیں [1]

مستشرقین کی غلط فہمی

اجماع کے بارے میں علمائے یورپ اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ "اجماع"
کے مفہوم کو صحیح طور پر سمجھ ہی نہیں پائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں "اجماع" ایک "مسلمہ حقیقت
کی حیثیت رکھتا ہے جس میں کسی طرح بھی نظر و فکر کی اجازت نہیں ہے ــــ اور وہ یہ بھی سمجھتے
ہیں کہ اجماع سے مراد رائے عامہ کا اتفاق ہے۔ اور وہ اتفاق عقائد و عمل پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر
وہ قرآن کریم، احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے متعارض ہو تو کتاب و سنت پر اسے فوقیت
حاصل ہوگی۔ اور کتاب و سنت کو چھوڑ کر اس کے ذریعہ ایک نئی شریعت کی بنیاد قائم کی جا سکتی
ہے۔ اور یہ کہ اجماع سے مسلمانوں کے عقائد تک تبدیل ہو چکے ہیں اور کچھ نئے عقائد نے جنم لیا ہے

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۱ عدد ۱، مادہ اجماع۔ [2] تعجب یہ ہے کہ ہمارے صدر محترم محمد ایوب خان صاحب بھی اجماع
کے بارہ میں اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔ دیکھئے فرینڈز ناٹ ماسٹرز کا اردو ترجمہ صفحہ ۲۲۹، صفحہ ۱۳۳ ــــ (س)

جن کا ابتدائے اسلام میں نام و نشان بھی نہیں تھا۔

چند تصریحات

مگر اجماع اور اس کے قائلین کے بارے میں ان لوگوں کو غلط فہمی ہے کیونکہ جو لوگ اسے حجت مانتے ہیں وہ یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ اجماع کا حجت ہونا کتاب و سنت کے بعد ہے، بشرطیکہ وہ قرآن کریم اور سنت مشہورہ سے متعارض نہ ہو۔

نیز علماء کی اکثریت نے جس اجماع کو حجّت مانا ہے وہ عوام کا اجماع (رائے عامہ) نہیں ہے۔ بلکہ علمائے مجتہدین کا اجماع ہے۔ ہاں وہ مسائل دینیہ جن کا نظر و استنباط سے کچھ تعلق نہیں ہے مثلاً نمازوں کی تعداد — تو ان میں اجماع عوام بھی معتبر ہے۔

جن علماء نے اجماع کو حجّت مانا ہے، انہوں نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اس کے لئے کتاب و سنت یا قیاس صحیح سے سند کا ہونا ضروری ہے۔

پس جب اس کے لئے نص یا قیاس سے دلیل کا ہونا ضروری ہے تو کتاب اللہ سے متعارض یا اس پر مقدم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اجماع کا مبنی جب خبر آحاد ہو تو چونکہ اجماع کی وجہ سے خبر آحاد میں قوت پیدا ہوگئی ہے۔ اس لئے اسے حدیث مشہور سے ثابت شدہ حکم کا درجہ دیا جائے گا۔

علمائے یورپ کا طرزِ فکر

اجماع کے بارے میں یہ چند حقائق ہیں جو علماء نے بیان کئے ہیں، مگر علمائے یورپ مسائل کو امر واقعہ کے لحاظ سے سمجھنے کی بجائے اپنے ذہن کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے یہ تک کہہ دیا کہ اجماع کے بعد بدعات بھی سنت ثابتہ کی حیثیت حاصل کر لیتی ہیں۔ یہ اسلام پر نارو احملہ ہے۔ کیونکہ کسی بدعت کے لئے اجماع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور بدعت پر کتنی بڑی اکثریت عمل پیرا کیوں نہ ہو وہ بہرحال ضلالت ہے۔ چنانچہ آنحضرت کا فرمان ہے کہ:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ — ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا مقام جہنم ہے۔

■

● دفتر ماہنامہ الحق میں الحق کے سال دوم کی کچھ فائلیں مکمل شکل میں موجود ہیں۔ خواہشمند حضرات رعایتی قیمت ۱۲ روپے ارسال فرما کر طلب فرما سکتے ہیں۔
● ماہنامہ الحق کے مستقل خریداروں کی خدمت میں گذارش ہے کہ ادارہ سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔